www.emarsiya.com

مرثیہ

حضرت شہربانو فرما رہی ہیں:-

----- ۱ -----

مدینہ دور چھوٹا، دشتِ غربت میں پڑے ہیں ہم
بلا کے بحر کے گرداب میں آ کر پھنسے ہیں ہم
اے شاہِ دیں مگر اب تم سوا، اس جا کے ہیں ہم
مگر پہنچیں وہاں جس جا محمدؐ کی زیارت ہے

----- ۲ -----

ترے قربان ہو کر اے میرے والی میں مر جاؤں
ترے بدلے میں اپنے سر کے تئیں جاں میں گنواؤں
اماں زہرا کو جا جنت میں اپنا حال دکھلاؤں
جو واں سے دیکھیں یاں آ کر کے کیا آئی قیامت ہے

----- ۳ -----

کہوں ان سے کہ اے خاتونِ جنت فاطمہ بی بی
چلو ٹک کربلا کس طرح ہو بے فکر تم بیٹھی
ترے بیٹوں کی لو ہو سے اونچی ہے ندی بہتی
حسینؑ اک بچ رہا جیتا سو کل اس کی بھی نوبت ہے

----- ۴ -----

یہی تھی ٹک کہ بانو جو اک باری ہوئی بیہوش
ذرا غفلت سے آئی جو حواسوں میں ہوئی خاموش
جو دیکھی کیا تو ایک جنگل ہے اور ایک بی بی رقع پوش
زمیں بالوں سے جھاڑے ہے اور اس پر بہت رقت ہے

----- ۵ -----

کہا بانو نے اے بی بی تم اپنا نام بتلاؤ
اس اپنے سر کے بالوں سے یہ جنگل جھاڑتی کیوں ہو
یہ کیا سختی ہے تم اوپر جو بے حد روئے جاتی ہو
تم اوپر حادثہ ہے کیا یہ تم پر کیا مصیبت ہے

----- ۶ -----

لگا چھاتی سے بانو کو کہا زہرا نے رو رو کر
کہ اے بانو میں وہ ہوں جس کی تو ہے گی بہو بے پر
ترا شوہر مرا بیٹا یہاں کل ہووے گا بے سر
میں اس خاطر ہوں یاں بیٹھی کہ اس کی جائے تربت ہے

----- ۷ -----

کبھی میں اس کو بے بستر نہیں اک دم سلایا تھا
بدن اس کا ذرا میلا کبھی ہونے نہ پایا تھا
میں ہو کر باوضو اس کا بدن ہر دم دھلایا تھا
سو اس کے اب نصیبوں میں یہ خاکِ دشتِ غربت ہے

www.emarsiya.com

----- ۸ -----

جو وہ سوتا تو پنکھا اس کے تئیں جبرئیل کرتے تھے   محمد مصطفیٰؐ خوش ہو کے کاندھے پہ لیتے تھے
گلے اپنے لگا کر پیار سے الحمد پڑھتے تھے   سو آفت اس پہ ہے بعد از نبیؐ یہ اس کی حرمت ہے

ضیاؔ دہلوی کا دوسرا مرثیہ مسدس ہے، ان کے ہم عصروں میں سوداؔ، میر تقی میرؔ، جعفر علی خاں حسرتؔ، خان آرزوؔ کے مسدس مرثیے ملتے ہیں، سکندرؔ پنجابی کا مسدس مرثیہ پورے ہندوستان میں مقبول تھا، ضیاؔ دہلوی نے مسدس کی اہمیت کے پیش نظر یہ مرثیہ تصنیف کیا ہوگا، مرثیہ حضرت عباسؑ کے حال میں ہے۔

مرثیہ

یہ دعا کر کے کہا دل سے ارادہ کیا ہے   دیکھ چشموں سے کہ دریا وہ بڑا بہتا ہے
۱
شاہ بھی پیاسا ہے ناموس بھی سب پیاسا ہے   فوج ہے مور و ملخ تو یہ تن تنہا ہے
میں شجاعت کا ذرا تجھ سے اشارہ لے لوں
تیغ کی آب سے دریا کا کنارہ لے لوں

دل لگا کہنے کہ چل میری ہمت ہے بلند   جو گوارا ہے تجھے بات وہ ہے مجھ کو پسند
۲
تین دن ہو گئے پیاسا ہے نبیؐ کا فرزند   حلقۂ فوج شقاوت کا نہ تو ہو پابند
چشمۂ فیض شجاعت ہے علم کے نیچے
ایک حملے میں تو دریا ہے قدم کے نیچے

اپنے ہاتھوں سے کہا تم سے بھی ہے میرا کلام   اب تلک تم سے ہیں میرے کئے تم نے کام
۳
یہ گھڑی وہ ہے کہ ہوتا ہے مرا کام تمام   جب تلک تن میں ہو مت چھوڑیو قبضے سے حسام
دو طرف دونو میں تقسیم یہی کام رہے
ایک سے تیغ چلے ایک علم تھام رہے

یہ سخن لب پہ اللہ جو زباں پہ لایا   زور ہاتھوں میں جو تھا اس کو وہ چنداں پایا
۴
اپنے پھر تازیٔ چالاک سے یوں فرمایا   وقت آخر ہے سواری کا یہ میری آیا
تو رفاقت مری اس وقت ذرا کرتا رہے
حق سواری کا میری آج ادا کرتا رہے